حدیث وسنت

حافظ محمد زبیر

کیا صحیحین کی صحت پر 'اجماع' ہے؟

یہ زمانہ فتنوں کا زمانہ ہے، آئے دن کسی نہ کسی نئے فتنے کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چونکہ اس دنیا کو 'دارالا بتلا' بنایا ہے، اس لیے یہ تو ممکن نہیں ہے کہ دنیا سے شر بالکل ختم ہو جائے۔ اگر ایک برائی اپنے انجام کو پہنچے گی تو اس کی جگہ دوسری برائی لے لے گی، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ کسی بھی باطل یا شر کو دوام نہیں بخشتے۔ دوام، ہمیشگی، تسلسل اور بالآخر غلبہ، چاہے وہ دلیل کی بنیاد پر ہو یا قوت کی بنیاد پر، صرف حق ہی کے لیے ہے۔

اُمتِ مسلمہ کی تاریخ میں اہل سنت کے بالمقابل ہر دور میں فرقِ باطلہ اپنے گمراہ کن نظریات پھیلاتے رہے، لیکن ہر گروہ یا تو اپنی طبعی عمر گزارنے کے بعد مر گیا اور اس کا نام صرف کتابوں میں باقی رہ گیا جیسا کہ 'خوارج ومعتزلہ' وغیرہ ہیں یا وہ دلیل و برہان کے میدان میں اہل سنت سے مغلوب ہو گیا اور اس کی نشوونما رُک گئی جیسا کہ 'یہود و نصاریٰ' ہیں یا اُمتِ مسلمہ نے اسے اپنے وجود سے کاٹ کر علیحدہ کر دیا جیسا کہ 'قادیانی' ہیں۔

عصر حاضر کی آزمائشوں میں سے ایک بڑی آزمائش وہ تجدد پسند دانشور ہیں جو ائمہ سلف کے بالمقابل علومِ اسلامیہ میں ان جیسا 'رسوخ فی العلم' تو نہیں رکھتے لیکن اس کے باوجود سلف صالحین کی تحقیق پر اپنی جہالت کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان 'اہل علم' میں بعض وہ بھی ہیں جو براہِ راست تو احادیث کا انکار نہیں کرتے، لیکن جو احادیث بھی ان کو اپنی عقل وفکر سے متعارض نظر آئیں، ان کی تَضعِیف کے لیے نت نئے اُصول وضع کر لیتے ہیں جیسا کہ بعض معاصر علما نے صحیح بخاری و صحیح مسلم کی بعض ایسی احادیث کو ضعیف یا موضوع قرار دے دیا، جن کے صحیح ہونے پر ائمہ سلف کا اتفاق ہے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم کے ان ناقدین میں زیادہ جری تو سرسید احمد خان، غلام احمد پرویز، عبد اللہ چکڑالوی ، مولوی چراغ علی، علامہ تمنا عمادی، علامہ عنایت

www.KitaboSunnat.com

اللہ مشرقی، مولانا حبیب الرحمٰن کاندھلوی، مولانا حبیب اللہ ڈیروی، جاوید احمد غامدی اور شبیر ازہر میرٹھی وغیرہ ہیں تاہم متاثرین میں سید جمال الدین افغانیؒ، مفتی محمد عبدہؒ، مولانا عبید اللہ سندھیؒ، مولانا محمد اسحٰق سندھیلویؒ (صدیقی ندوی) مولانا مودودیؒ، علامہ اسدؒ، علامہ اقبالؒ جیسے دفاعِ حدیث کرنے والے بھی شامل ہیں۔

بخاری و مسلم کی احادیث کی تضعیف کا یہ فتنہ اس حد تک آگے بڑھا کہ ہر دوسرا شخص جو عربی زبان کے دو چار لفظ پڑھ لیتا ہے، بخاری و مسلم کی احادیث کے بارے میں رائے دینے کو اپنا حق سمجھتا ہے۔

اب تو بخاری و مسلم کی احادیث کی تضعیف کا یہ فتنہ اس حد تک آگے بڑھ گیا ہے کہ ہر دوسرا شخص جو عربی زبان کے دو چار لفظ پڑھ لیتا ہے، بخاری و مسلم کی احادیث کے بارے میں رائے دینے کو اپنا حق سمجھتا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی بعض روایات پر خود ائمہ سلف میں سے بعض اہل علم نے نقد کی ہے، اس لیے یہ عقیدہ رکھنا کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کا ایک ایک شوشہ بھی قطعی طور پر صحیح ہے اور اس کی صحت پر اجماع ہے، ایک قابل اصلاح عقیدہ ہے۔لیکن ہمارے نزدیک یہ فکر بھی غلط ہے کہ صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں ضعیف روایات بھی ہیں۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم پر ائمہ سلف کی نقد اور ان ہی میں سے بعض کی طرف سے اس کے جوابات آنے کے بعد ان کتابوں کی قدر و قیمت اور منزلت بہت بڑھ گئی ہے اور یہ نقد اس درجے کی نہیں ہے کہ اس سے صحیحین کی کسی روایت کا ضعف ثابت ہوتا ہے بلکہ زیادہ سے زیادہ اس نقد سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحیحین کی ایسی زیر نقد روایات صحت کے اس درجے کو نہیں پہنچتی کہ جس کا امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے اپنی کتابوں میں التزام کیا ہے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم کی مسلمہ احادیث کو دوسری کتبِ سنن کی صحیح احادیث پر کئی اعتبار سے فضیلت حاصل ہے، اس لیے کہ صحیحین کی تمام احادیث الخبر المُحتف بالقرائن (جس کی تصدیق قرائن بھی کرتے ہوں) کی قبیل سے ہیں، کا درجہ عام خبرِ واحد (جسے روایت کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ (متواتر) نہ ہو) سے بڑھ کر ہے۔ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

والخبر المحتف بالقرائن أنواع: منها ما أخرجه الشيخان في

www.KitaboSunnat.com

صحيحيهما مما لم يبلغ حد التواتر فانه أحتف به قرائن: منها جلالتهما في هذا الشأن وتقدمهما في تمييز الصحيح على غيرهما وتلقي العلماء لكتابيهما بالقبول (شرح نخبۃ الفکر: ص۲۰ تا۲۲)

"الخبر المحتف بالقرائن کی کئی اقسام ہیں: ان میں ایک وہ ہے جسے امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہو اور وہ تواتر کی حد کو نہ پہنچی ہو۔ ایسی خبر واحد کے ساتھ بہت سے قرائن ملے ہوتے ہیں: جن میں ایک فنِ حدیث میں امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کا عظیم المرتبت ہونا ہے۔ دوسرا، ان حضرات کو صحیح احادیث کو ضعیف سے الگ کر کے بیان کرنے میں باقی ائمہ پر فوقیت حاصل ہے۔ تیسرا ان کی کتب کو علما کی طرف سے تلقی بالقبول☆ (مقبولیت عامہ) حاصل ہے۔"

کیا صحیح بخاری و صحیح مسلم کی تمام روایات صحیح ہیں؟

امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ دونوں کا اپنی صحیحین کے بارے میں دعویٰ یہ ہے کہ ان کی صحیحین میں موجود تمام روایات صحیح حدیث کے درجے کو پہنچتی ہیں۔

❁ امام بخاریؒ اپنی کتاب 'صحیح بخاری' کے بارے میں فرماتے ہیں:

ما أدخلت في هٰذا الكتاب إلا ما صحَّ (سیر اعلام النبلاء: ج۱۰/ص۲۸۳)

"میں نے اپنی اس کتاب میں صرف صحیح روایات ہی کو بیان کیا ہے۔"

"ما أدخلت في الصحيح حديثًا إلا بعد أن استخرت الله تعالى وتيقَّنتُ صحَّتَه" (هدى الساري مقدمه فتح الباری، ص۳۴۷)

"میں نے اپنی 'صحیح' میں کوئی حدیث اس وقت تک نہیں لکھی جب تک میں نے اللہ سے استخارہ نہیں کرلیا اور مجھے اس حدیث کی صحت کا یقین نہیں ہوگیا۔"

✳ "ما أدخلت في كتابِي الجامع إلا مَا صَحَّ" (تهذيب الكمال: ج۲۴/ص۴۴۲)

"میں نے اپنی کتاب 'الجامع' میں صرف صحیح احادیث ہی بیان کی ہیں۔"

☆ مقبولیتِ عامہ اچھی شہرت کی بنا پر حاصل ہوتی ہے۔ یعنی بعض احادیث کی صحت وضعف اہل فن کے ہاں زیر بحث آئی ہو، لیکن اس ردّ وقدح کے نتیجے میں متعلقہ حدیث کی حیثیت اور مقام نکھر کر سامنے آ گیا ہو تو اسی کو تلقی بالقبول (قبولیتِ عامہ) قرار دیا جاتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

❁ امام مسلمؒ اپنی کتاب صحیح مسلم کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ليس كل شيء عندي صحيح وضعتُه هٰهنا، إنما وضعت هٰهنا ما أجمعوا عليه" (صحیح مسلم: تحت حدیث ۶۱۲)

''میں نے ہر صحیح حدیث اپنی کتاب میں بیان نہیں کی بلکہ میں نے اس کتاب میں وہ حدیث بیان کی ہے کہ جس کی صحت پر محدثین کا اجماع ہے۔''

✳ "عرضت كتابي هذا (المسند) على أبى زرعة فكل ما أشار على في هذا الكتاب أن له علة وسببًا تركتُه، وكل ما قال: إنه صحيح ليس له علة فهو الذى أخرجتُ" (سیر اعلام النبلاء: ج۱۰/ص۳۸۴)

''میں نے اپنی کتاب (معروف نقادِ محدث) ابو زرعہؒ پر پیش کی تو اُنہوں نے میری اس کتاب میں جس حدیث کی طرف بھی اشارہ کیا کہ اس میں کوئی ضعف کا سبب یا علت ہے تو میں نے اس حدیث کو چھوڑ دیا اور جس کے بارے میں بھی اُنہوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس میں کوئی علت (خفی کمزوری) نہیں ہے تو اسکو میں نے اپنی اس کتاب میں بیان کیا ہے۔''

✳ "إنَّما أخرجتُ هٰذا الكتاب وقلتُ: هو صحاح ولم أقل أن ما لم أخرجه من الحديث في هذا الكتاب ضعيفٌ ولكن إنما أخرجتُ هٰذا من الحديث الصحيح لِيَكون مجموعًا عندي وعند من يكتبه عني فلايرتاب في صحتها (تہذیب الکمال: ج۱/ص۱۴۸،۱۴۹)

''میں نے تو صرف یہی کتاب لکھی ہے اور اس کو صحیح کا نام دیا ہے اور میں یہ نہیں کہتا کہ جس حدیث کو میں نے اپنی اس کتاب میں بیان نہیں کیا، وہ ضعیف ہے۔ میں نے تو اس کتاب میں صحیح احادیث کا ایک حصہ بیان کیا ہے تاکہ خود میرے اور مجھ سے آگے نقل کرنے والوں کے لیے ایک صحیح احادیث کا مجموعہ تیار ہو سکے جس کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہ ہو۔''

❁ امام ابوعبداللہ حمیدیؒ (بخاری ومسلم کے استاذ حدیث) فرماتے ہیں:

لم نجد من الأئمة الماضين من أفصح لنا في جميع ما جمعه بالصحة إلا هذين الأمامين (مقدمہ ابن الصلاح، ص۱۳)

''ہم نے پچھلے ائمہ میں سے، امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کے علاوہ کسی ایک کو بھی ایسا نہیں پایا کہ جس نے یہ وضاحت کی ہو کہ اس کی تمام جمع کردہ روایات صحیح ہیں۔''

www.KitaboSunnat.com

کیا صحیح بخاری و صحیح مسلم کی صحت پر محدثین کا اجماع ہے؟

بعض محدثین کا یہ دعویٰ ہے کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی صحت پر محدثین کا اجماع ہے۔

* ابن الصّلاحؒ (متوفی ۶۴۳ھ) کہتے ہیں:

جميع ما حَكَمَ مسلمٌ بصحَّته من هٰذا الكتاب فهو مقطوع بصحته والعلم النظري حاصل بصحته في نفس الأمر وهٰكذا ما حَكَمَ البخاري بصحته في كتابه وذلك لأن الأمة تلقَّتْ ذلك بالقبول سوٰى من لا يعتد بخلافه ووفاقه في الاجماع (صیانۃ صحیح مسلم،ص۸۵)

''وہ تمام احادیث جن کو امام مسلمؒ نے اپنی کتاب میں صحیح کہا ہے، ان کی صحت قطعی ہے اور ان سے حقیقت میں (حتمی) علم نظری حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح کا معاملہ ان احادیث کا بھی ہے جن کو امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں صحیح کہا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام اُمت کے نزدیک ان کتابوں کو 'تلقی بالقبول' حاصل ہے، سوائے ان افراد کے کہ جن کے اختلاف یا اتفاق سے اس اِجماع کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔''

* معروف محدث شیخ ابواسحاق اسفرائینیؒ نے بھی اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ صحیحین کی تمام روایات صحیح ہیں اور ان سے علم قطعی حاصل ہوتا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

الأستاذ أبو إسحق الإسفرائيني فإنه قال: أهل الصُّنعة مجمَّعُون على أن الأخبار التي اشتمل عليها الصحيحان مقطوع بها عن صاحب الشرع وإن حصل الخلاف في بعضها فذٰلك خلاف في طُرُقها ورُوَاتها

(النُّکت علیٰ کتاب ابن الصلاح: ج۱/ص۳۷۷)

''اُستاذ ابواسحٰق اسفرائینیؒ نے کہا: اہل فن کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحیحین میں جو احادیث موجود ہیں، وہ قطعیت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں، اگر ان میں موجود بعض روایات میں اختلاف ہے تو یہ ان احادیث کے طرق اور راویوں کے بارے میں اختلاف ہے۔ (اگرچہ ان احادیث کی روایت دوسرے طرق سے مسلم ہو جاتی ہے)۔''

* امام الحرمین جوینیؒ فرماتے ہیں:

لو حَلَف إنسان بطلاق امرأته أن ما في كتابي البخاري ومسلم ممَّا

حَكَمًا بصحته من قول النبيﷺ لما ألزمته الطلاق ولا حنثته لإجماع المسلمين على صحتهما (المنهاج شرح صحیح مسلم: ج۱/ص۱۳۶)

''کوئی شخص یہ قسم اُٹھالے کہ اگر صحیح بخاری وصحیح مسلم کی تمام روایات صحیح نہ ہوں تو اس کی بیوی کو طلاق ہے، تو ایسی صورت میں اس کی بیوی کو نہ تو طلاق ہوگی اور نہ وہ شخص 'حانث' (قسم توڑنے والا) ہوگا کیونکہ مسلمانوں کا صحیح بخاری وصحیح مسلم کی صحت پر اجماع ہے۔''

✻ ابونصر سجزیؒ فرماتے ہیں:

أجمع أهل العلم الفقهاء و غيرهم أن رجلا لوحلف بالطلاق أن جميع ما في كتاب البخاري مما رُوِى عن النبیﷺ قد صح عنه ورسول اللهﷺ قاله لا شك فيه أنه لا يحنث و المرأة بحالها في حبالته

(مقدمہ ابن الصلاح، ص۲۶)

''تمام اہل علم فقہاوغیرہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص اس بات پر حلف اٹھالے کہ جو کچھ صحیح بخاری میں اللہ کے رسولﷺ سے نقل کردہ روایات موجود ہیں، وہ آپؐ ہی سے ثابت ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ آپؐ ہی کے فرامین ہیں، تو ایسا شخص حانث نہ ہوگا اور عورت اس کے عقد میں ہی باقی رہے گی۔''

✻ علامہ ابن خلدونؒ فرماتے ہیں:

وجاء محمد بن إسمٰعيل البخاري إمام المحدثين في عصره فخرج أحاديث السنة على أبوابها في مسنده الصحيح بجميع الطرق التي للحجازيين والعراقيين والشاميين واعتمدوا منها ما أجمَعوا عليه دون ما اختلفوا فيه... ثم جاء الإمام مسلم بن الحجاج القشيري فألَّف مسنده الصحيح حذا فيه حذو البخاري في نقل المجمع عليه

(مقدمہ ابن خلدون، ص۴۹۰)

''اس کے بعد امام محدثین محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ اپنے زمانے میں سامنے آئے۔ اُنہوں نے اپنی صحیح مسند میں احادیث کو ابواب کی ترتیب پر بیان کیا اور اپنی کتاب میں حجازیوں، عراقیوں اور شامیوں کے ان طرق سے احادیث کو نقل کیا جن پر ان کا اجماع تھا اور جن طرق میں اختلاف تھا ان کو نہ لیا... پھر امام مسلم بن حجاج قشیریؒ آئے، اُنہوں نے صحیح مسند میں امام بخاریؒ

www.KitaboSunnat.com

کے طریقہ کی پیروی کرتے ہوئے صرف انہی احادیث کو بیان کیا جن کی صحت پر اجماع تھا۔''

✳ امام شوکانیؒ فرماتے ہیں:

فقد أجمع أهل هذا الشأن على أن أحاديث الصحيحين أو أحدهما كلها من المعلوم صدقه بالقبول المجمع على ثبوته وعند هذه الإجماعات تندفع كل شبهة وتزول كل تشكيك (قطر الولی،ص ۲۳۰)

''اہل فن کا اس بات پر اجماع ہے کہ صحیحین یا ان میں سے کسی ایک کی تمام احادیث کا صحیح ہونا اُمت میں ان کتابوں کے 'تلقی بالقبول' سے ثابت ہے اور اس 'تلقی بالقبول' کے ثابت ہونے پر اجماع ہے۔ اور اس قسم کے اجماعات سے ہر قسم کا شبہ رفع ہو جاتا ہے اور شک دور ہو جاتا ہے۔''

✳ شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے بھی صحیحین کی صحت پر اجماع نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"أما الصحيحان فقد اتفق المحدثون على أن جميع ما فيهما من المتصل المرفوع صحيح بالقطع وأنهما متواتران إلى مصنفيهما وأنه كل من يهون أمرهما فهو مبتدع متبع غير سبيل المؤمنين"

(حجۃ اللہ البالغہ ج۱ص ۲۹۷)

''جہاں تک صحیحین کا معاملہ ہے تو محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ جو بھی متصل مرفوع احادیث صحیحین میں موجود ہیں، وہ قطعاً صحیح ہیں اور ان دونوں کتابوں کی سند اپنے مصنّفین تک متواتر ہے اور جو کوئی بھی ان کتابوں کی قدر و قیمت کم کرنا چاہتا ہے، وہ بدعتی ہے اور اہل ایمان کے رستے پر نہیں ہے۔''

✳ تحفۃ الاحوذی کے مؤلف علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ بھی شاہ ولی اللہ کے الفاظ دہراتے ہیں:

"أما الصحيحان فقد اتفق المحدثون على أن جميع ما فيهما من المتصل المرفوع صحيح بالقطع وأنهما متواتران إلى مصنفيهما وأنه كل من يهون أمرهما فهو مبتدع متبع غير سبيل المؤمنين"

(مقدمة تحفة الأحوذي،ص ۴۷)

''جہاں تک صحیحین کا معاملہ ہے تو محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ ان دونوں کتابوں میں جتنی متصل مرفوع احادیث موجود ہیں، وہ قطعی طور پر صحیح ہیں اور یہ دونوں کتابیں اپنے مصنّفین تک

www.KitaboSunnat.com

متواتر ہیں اور جو کوئی بھی ان دونوں کتابوں کا درجہ کم کرنے کی کوشش کرے گا تو وہ بدعتی ہے اور اہل ایمان کے رستے پر نہیں ہے۔''

✻ معروف دیوبندی عالم مولانا سرفراز خان صفدر لکھتے ہیں:

''بخاری و مسلم کی جملہ روایات کے صحیح ہونے پر اُمت کا اجماع و اتفاق ہے۔ اگر صحیحین کی 'معنعن' حدیثیں صحیح نہیں تو اُمت کا اتفاق اور اجماع کس چیز پر واقع ہوا ہے جبکہ راوی بھی سب ثقہ ہیں۔'' (احسن الکلام، مولانا محمد سرفراز صفدر: ج۱ ص۲۴۹)

پس معلوم ہوا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی جمیع روایات کی صحت پر ائمہ محدثین کا اتفاق ہے اور یہ اتفاق ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی اجتہادی مسئلے میں فقہا کا اتفاق ہوتا ہے۔ اور یہ بات واضح رہے کہ کسی حدیث کی تصحیح یا تضعیف میں محدثین کا اجماع ہی معتبر ہوگا اور اس میں کسی فقیہ کی مخالفت سے اجماع کا دعویٰ متاثر نہ ہوگا، جس طرح کے کسی فقہی مسئلے میں اصل اعتبار فقہا کے اتفاق کا ہوگا اور کسی محدث کے اختلاف سے اجماع ختم نہیں ہوگا کیونکہ ہر فن میں اہل فن کا ہی اتفاق و اجماع معتبر ہوتا ہے۔

کیا صحیحین کی بعض روایات پر ائمہ سلف کی طرف سے تنقید ہوئی ہے؟

صحیحین کی اکثر و بیشتر روایات وہ ہیں جن کی صحت پر ائمہ سلف میں سے کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔ ہاں چند ایک مقامات ایسے ہیں جن پر بعض محدثین نے نقد کیا ہے۔

✻ امام ابن الصلاحؒ فرماتے ہیں:

أن ما انفرد به البخاري أو مسلم مندرج في قبيل ما يقطع بصحته لتلقي الأمة كل واحد من كتابيهما بالقبول... سوٰى أحرف يسيرة تكلَّم عليها بعض أهل النقد من الحفاظ كالدارقطني وغيره وهي معروفة عند أهل هذا الشأن (مقدمہ ابن صلاح، ص۱۴،۱۵)

''جس حدیث کو بھی امام بخاریؒ یا امام مسلمؒ نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے وہ قطعی طور پر صحیح ہے کیونکہ اُمت میں ان دونوں ائمہ کی کتب کو 'تلقی بالقبول' حاصل ہے...سوائے چند کلمات کے جن پر بعض حفاظ مثلاً امام دارقطنیؒ وغیرہ نے کلام کیا ہے اور یہ مقامات اہل فن کے

www.KitaboSunnat.com

ہاں معروف ہیں۔''

✳ حافظ زین الدین عراقیؒ (متوفی ۸۰۶ھ) کے نزدیک صحیح بخاری وصحیح مسلم کے وہ مقامات جن پر تنقید ہوئی ہے وہ تھوڑے نہیں بلکہ زیادہ ہیں، اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:

أن ما استثناه من المواضع اليسيرة قد أجاب عنها العلماء أجوبة ومع ذلك فليست بيسيرة بل هي مواضع كثيرة وقد جمعتها في تصنيف مع الجواب عنها (التقييد والإيضاح،ص۲۹)

''ابن الصلاحؒ نے 'تلقی بالقبول' سے جن چند مقامات کو مستثنیٰ قرار دیا ہے ان کا بھی علماء نے (صحیح بخاری وصحیح مسلم کا دفاع کرتے ہوئے) جواب دیا ہے اور ایسے مقامات تھوڑے نہیں بلکہ کافی ہیں، میں نے ان تمام مقامات کو جمع کرکے ان کا جواب بھی دیا ہے۔''

✳ امام ابن تیمیہؒ کے نزدیک صحیحین کی جن روایات پر بعض محدثین نے نقد کی ہے، ان میں سے صرف بیس روایات ایسی ہیں کہ جن پر کلام کی گنجائش تھی۔ امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

قد نظر أئمة هذا الفن في كتابيهما ووافقوهما على تصحيح ماصحَّحاه إلا مواضع يسيرة نحو عشرين حديثًا غالبها في مسلم

(منهاج السنة: ج۷ص۲۱۵)

''فن حدیث کے علما نے امام بخاریؒ وامام مسلمؒ کی کتابوں کا بغور مطالعہ کیا ہے اور اُنہوں نے ان دونوں کتابوں کی احادیث کی صحت پر ان حضرات کی تصحیح سے اتفاق کیا ہے، سوائے چند مقامات کے جو تقریباً بیس کے قریب روایات ہیں اور ان میں سے بھی اکثر صحیح مسلم میں ہیں۔''

✳ نقادِ فن علی بن مدینیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امام یحییٰ بن معینؒ وغیرہم کے نزدیک صحیح بخاری میں صرف چار روایات معلول تھیں۔ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

لما صنَّف البخاري كتاب الصحيح عرضه على ابن المديني وأحمد بن حنبل ويحيٰى بن معين وغيرهم فاستحسنوه وشهدوا له بالصحة إلا أربعة أحاديث (هدي الساري مقدمة فتح الباري،ص۴۹۱)

''جب امام بخاریؒ نے اپنی 'صحیح' مکمل کر لی تو اُنہوں نے اس کتاب کو امام علی بن مدینیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام یحییٰ بن معینؒ وغیرہ پر پیش کیا تو اُنہوں نے اس کتاب کو عمدہ کتاب قرار

دیا اور سوائے چار احادیث کے باقی تمام روایات کی صحت کی توثیق کی۔"

✳ حافظ دارقطنیؒ وغیرہم نے صحیحین کے تقریباً دوسو مقامات پر بعض اعتراضات وارد کیے ہیں۔ نوویؒ لکھتے ہیں:

قد استدرك جماعة على البخاري ومسلم أحاديث أخلا بشرطهما فيها ونزلت عن درجة ما التزماه ... و قد ألَّف الإمام الحافظ أبو الحسن علي بن عمر الدارقطني في بيان ذلك كتابه المسمّٰى بالاستدراكات والتتبع وذلك في مائتي حديث مما في الكتابين

(مقدمہ نووی بر صحیح مسلم، ص١٤٦)

"محدثین کی ایک جماعت نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی بعض ایسی روایات کو جمع کیا ہے جن میں دونوں اماموں نے اپنی اعلیٰ شرائط کا لحاظ نہیں رکھا اور ایسی روایات بھی اپنی کتب میں نقل کر دیں جو باعتبارِ صحت صحیحین کی عام روایات سے درجے میں کم ہیں... حافظ علی بن عمر دارقطنیؒ نے اس موضوع پر الاستدراکات والتتبُّع کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی ہے، جس میں اُنہوں نے صحیحین کی ایسی دوسو روایات کو جمع کیا ہے۔"

✳ حافظ ابن حجرؒ کے نزدیک صحیح بخاری کے ایک سو دس مقامات ایسے ہیں جن پر امام دارقطنیؒ وغیرہ نے نقد کی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

وعدة ما اجتمع لنا من ذلك مما في كتاب البخاري وإن شاركه مسلم في بعضه مائة وعشرة أحاديث منها ما وافقه مسلم على تخريجه وهو اثنان وثلاثون حديثًا ومنها ما انفرد بتخريجه وهو ثمانية وسبعون حديثا

"اور صحیح بخاری میں 'متکلم فیہ' روایات کی تعداد ایک سودس ہے کہ جن میں سے بتیس روایات ایسی ہیں جو صحیح مسلم میں بھی موجود ہیں اور اٹھتر[٧٨] روایات ایسی ہیں جو صرف بخاری میں ہیں۔" (هدي الساري مقدمة فتح الباري، ص٣٤٥)

☜ اوپر کی بحث سے بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ علما کے درمیان اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں تنقیدی مقامات کم ہیں یا زیادہ، ہمارے خیال میں یہ اختلاف لفظی ہے جن محدثین نے صحیحین کے تنقید شدہ مقامات کو بذاتہ دیکھا جیسا کہ حافظ عراقیؒ وغیرہ، تو

www.KitaboSunnat.com

اُنہوں نے ان کو مواضع کثیرۃ قرار دیا اور جن ائمہ نے متکلم فیہ مقامات کو صحیحین کی غیر متکلم فیہ روایات کی نسبت سے دیکھا تو اُنہوں نے ان مقامات کو مواضع یَسِیرۃ (چند) قرار دیا جیسا کہ حافظ ابن الصلاحؒ وغیرہ کی رائے ہے۔

امام نوویؒ کے نزدیک صحیحین کی تقریباً ساڑھے بارہ ہزار روایات میں دوسو احادیث ایسی ہیں جن پر تنقید ہوئی ہے اور امام ابن تیمیہؒ کے قول کے مطابق صحیحین کی تقریباً بیس روایات ایسی ہیں جن پر نقد صحیح ہوا ہے اور ان میں سے بھی اکثر روایات صحیح مسلم کی ہیں۔ لہٰذا اگر اس اعتبار سے دیکھا جائے کہ صحیحین کی کتنی احادیث یا مقامات پر تنقید ہوئی تو یہ احادیث یا مقامات مواضع کثیرۃ معلوم ہوتے ہیں اور اگر دوسرے پہلو سے غور کیا جائے کہ ایسی کتنی احادیث ہیں کہ جن پر نقد صحیح (valid) ہوئی ہے تو یہ مواضع یسیرۃ معلوم ہوں گی۔

صحیحین کی نقد شدہ احادیث کا درجہ کیا ہے؟

صحیحین پر امام دارقطنیؒ، ابو مسعود دمشقیؒ اور ابو علی غسانیؒ وغیرہم کی تنقید سے ان کتب کا رتبہ بہت بڑھ گیا ہے، کیونکہ صحیحین پر جلیل القدر ائمہ محدثین کی تنقید کے بعد ان مقامات اور روایات کی وضاحت ہوگئی جن میں کوئی علت محسوس ہوتی تھی یا کسی علت کے پائے جانے کا امکان تھا۔ صحیحین پر ہونے والی اس تنقید کا جواب امام نوویؒ نے شرح مسلم، حافظ ابن حجرؒ نے شرح بخاری اور اس کے علاوہ بہت سے علماے عظام نے مستقل اپنی کتابوں میں دیا ہے۔ صحیحین پر ہونے والی اس تمام تنقید اور اس کے جواب کے بعد ان دونوں کتب میں وہ مقامات متعین ہوگئے ہیں جن میں کوئی علل پائے جانے کا خیال تھا اور ان علل کے درجہ کا تعین بھی ہو گیا ہے کہ وہ علل قادحہ ہیں یا نہیں ہیں۔ اب عصر حاضر میں کسی بھی عالم کے لیے یہ گنجائش باقی نہیں رہی کہ وہ صحیحین کی کسی ایسی روایت پر کلام کرے جس پر سلف نے کلام نہ کیا ہو، کیونکہ حافظ دارقطنیؒ وغیرہ کے کام سے یہ متعین ہوگیا کہ صحیحین میں صرف یہ مقامات ایسے ہیں جن میں کلام کی گنجائش موجود ہے۔ اب اگر کوئی شخص امام دارقطنیؒ یا ائمہ سلف میں سے کسی اور محدث کی بیان کردہ تحقیقات کی روشنی میں صحیح بخاری یا صحیح مسلم کی کسی حدیث پر نقد کرتا ہے تو

www.KitaboSunnat.com

اس کی یہ تنقید صحیحین پر کوئی مستقل بالذات تنقید شمار نہ ہوگی اور ایسی تنقید کا ائمہ سلف ہی میں سے بہت سے ائمہ نے کافی و شافی جواب دے دیا ہے۔اور اگر کوئی شخص صحیحین کی کسی ایسی روایت پر تنقید کرتا ہے جس پر ائمہ سلف میں سے کسی نے بھی کلام نہ کیا ہو تو ایسا شخص اجماعِ محدثین کی مخالفت کررہا ہے، کیونکہ جن روایات پر محدثین نے تنقید نہ کی تو اس سے یہ طے ہو گیا کہ تمام محدثین کے نزدیک یہ روایات صحیح ہیں لہٰذا ان روایات پر کلام کرنا جمیع محدثین کے دعویٰ صحت کو چیلنج کرنا ہے اور ایسا دعویٰ مردود ہے چہ جائیکہ اس کی تحقیق کی جائے۔

اب اس مسئلے کی طرف آتے ہیں کہ محدثین مثلاً امام دارقطنیؒ وغیرہ نے صحیحین کی روایات پر جو کلام کیا ہے، کیا اس سے صحیح بخاری یا صحیح مسلم کی روایات کو ضعیف قرار دیا جاسکتا ہے؟ امام نوویؒ کے نزدیک امام دارقطنیؒ وغیرہ نے صحیحین کی بعض روایات پر جن اُصولوں کی روشنی میں کلام کیا ہے، وہ اُصول جمہور محدثین اور فقہا کے ہاں قابل قبول نہیں ہیں۔

* جمال الدین قاسمی امام نوویؒ کا قول نقل کرتے ہیں:

وقال النووي في شرح البخاري: ما ضعف من أحاديثهما مبني على علل ليست بقادحة (قواعد التحدیث،ص ۱۹۸)

''امام نوویؒ نے صحیح بخاری کی شرح میں لکھا ہے کہ صحیحین کی جن احادیث کو ضعیف قرار دیا گیا ہے وہ ایسی علل پر مبنی ہیں جو کہ 'علل قادحہ' نہیں ہیں۔''

* ایک اور جگہ حافظ ابن حجر امام نوویؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

وذلك الطعن ذكره مبني على قواعد لبعض المحدثين ضعيفة جدًّا مخالفة لما عليه الجمهور من أهل الفقه والأصول وغيرهم

''امام دارقطنیؒ وغیرہ نے صحیحین کی احادیث پر جو طعن کیا ہے، وہ بعض محدثین کے ایسے قواعد پر مبنی ہے جو بہت ہی ضعیف ہیں اور ان قواعد کے مخالف ہیں کہ جن کو جمہور فقہا اور اُصولیین وغیرہ نے بیان کیا ہے۔'' (ہدی الساری مقدمہ فتح الباری،ص ۳۴۶)

* خطیب بغدادیؒ کے نزدیک صحیح بخاری و صحیح مسلم کے جن رواۃ پر بعض دوسرے محدثین کی طرف سے جرح ہوئی ہے، وہ ایسی جرح نہیں ہے جو موجبِ طعن ہو۔ خطیب بغدادیؒ

فرماتے ہیں:

ما احتج البخاري ومسلم وأبوداود به من جماعة علم، الطعن فيهم من غيرهم محمول على أنه لم يثبت الطعن المؤثر مفسر السبب

(مقدمہ للنووی لشرح صحیح مسلم، ج۱/ص۲۵)

''جن رواۃ سے امام بخاریؒ امام مسلمؒ اور ابوداود نے اپنی کتابوں میں حدیث لی ہے، ان میں سے بعض پر ان کے علاوہ محدثین کی طرف سے جو جرح ہوئی ہے، اس سے ان رواۃ پر کوئی ایسا مؤثر طعن ثابت نہیں ہوتا جو کہ سببِ طعن کی وضاحت کرنے والا بھی ہو۔''

✳ امام ابن تیمیہؒ کے نزدیک صحیح بخاری کی نقد شدہ احادیث بھی کئی فوائد کی حامل ہیں۔ لکھتے ہیں:

(البخاري) فإنه أبعد الكتابين عن الانتقاد...وفي الجملة من نقد سبعة آلاف درهم فلم يرج فيها إلا دراهم يسيرة ومع هذا فهي مغيّرة ليست مغشوشة محضة فهذا إمام في صنعته. (منہاج السنۃ: ج۷/ص۲۱۶)

''صحیح بخاری دونوں کتابوں (یعنی صحیحین) میں سے تنقید سے زیادہ دور ہے اور من جملہ جو شخص سات ہزار دراہم کی جانچ پڑتال کرتا ہے اور ان میں چند (پرانے) دراہم کے علاوہ کسی چیز کی ملاوٹ نہیں کر پاتا باوجودیکہ یہ (پرانے) دراہم بھی محض کھوٹے سکے نہیں ہیں بلکہ معتبر ہیں، کیونکہ امام بخاریؒ اس فن کے امام تھے۔''

✳ سخاویؒ کے نزدیک صحیحین کی روایات پر ہونے والی نقد سے اس کی کسی روایت کا ضعف ثابت نہیں ہوتا۔ چنانچہ وہ امام ابو اسحٰق اسفرائینیؒ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں:

أهل الصنعة مجمعون على أن الأخبار التي اشتمل عليها الصحيحان مقطوع بصحته أصولها ومتونها لايحصل الخلاف فيها بحال وإن حصل فذاك اختلاف في طرقها ورواتها. قال: فمن خالف حكمه خبرًا منها وليس له تأويل سابغ للخبر نقضنا حكمه لأن هذه الأخبار تلقّتْها الأمة بالقبول (فتح المُغيث: ج۱/۵۱)

''اہل فن کا اس بات پر اجماع ہے کہ صحیحین کی تمام احادیث کے اُصول اور متون قطعی طور پر

www.KitaboSunnat.com

صحیح ہیں اور ان میں کسی قسم کا بھی اختلاف نہیں ہے۔ اگر کہیں کوئی اختلاف ہے تو وہ اس کے طرق اور راویوں کا اختلاف ہے۔ پس جس عالم کا کوئی حکم صحیحین کی احادیث کے مخالف ہوا اور اس حکم کی کوئی ایسی تاویل نہ ہو جو اس خبر کو شامل ہو سکے تو ہم ایسے حکم کو ردّ کر دیں گے کیونکہ صحیحین کی روایات کو اُمت میں 'تلقی بالقبول' حاصل ہے۔''

صاحب تنقیح الأنظار شیخ محمد بن ابراہیم الوزیرؒ کے نزدیک صحیحین کی احادیث پر کلام سے ان کی روایات نہ تو ضعیف ہوتی ہیں اور نہ ہی اس سے ضعف لازم آتا ہے۔ فرماتے ہیں:

اعلم أن المختلف فيه من حديثهما هو اليسير و ليس في ذلك اليسير ما هو مردود ... بطريق قطعية ولا إجماعية بل غاية ما فيه أنه لم ينعقد عليه الإجماع وأنه لا يتعرض على من عمل به ولا على من توقَّف في صحته وليس الاختلاف يدل على الضعف ولا يستلزمه .

(الروض الباسم: ج۱/ص۲۷۷)

''یہ بات جان لیں کہ صحیحین کی بہت کم روایات (کی صحت وضعف) کے بارے میں محدثین کا اختلاف ہے اور یہ مختلف فیہ روایات بھی قطعیت کے ساتھ یا اجماعاً مردود نہیں ہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ (ان روایت پر کلام سے) یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ان روایات کی صحت پر محدثین کا اجماع نہیں ہے۔ لہٰذا نہ اس کے پیچھے پڑا جائے گا جو کہ ان پر عمل کرتا ہے اور نہ اس سے تعرض ہو گا جو کہ ان کی صحت میں توقف کرتا ہے اور محدثین کے اس قسم کے اختلاف سے نہ ہی کوئی روایت ضعیف ہوتی ہے اور نہ ہی اس کا ضعف لازم آتا ہے۔''

✳ امام شوکانیؒ کے نزدیک اب کسی بھی عالم کے لیے صحیحین کی کسی سند پر کلام کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ فرماتے ہیں:

وقد دفع أكابر الأمة من تعرض للكلام على شيء مما فيهما ورَدوه أبلغ رد وبينوا صحته أكمل بيان فالكلام على أسناده بعد هٰذا لا يأتى بفائدة يعتد بها فكل رواته قد جاوز القنطرة وارتفع عنهم القيل والقال وصاروا أكبر من أن يتكلم فيهم بكلام (قطر الولی: ص۲۳۰،۲۳۱)

''اُمت کے اکابر علما نے ان تمام شبہات کا جواب دیا ہے جو صحیحین پر کیے گئے تھے اور ان

www.KitaboSunnat.com

تمام اعتراضات کا اچھی طرح ردّ کرتے ہوئے ان دونوں کتابوں کی صحت کو خوب واضح کر دیا ہے۔اس (تنقید و تنقیح) کے بعداب میرا صحیحین کی کسی سند پر کلام کرنا، بے فائدہ ہے۔ صحیحین کے تمام راوی پل پار کر چکے ہیں اوران کے بارے میں قیل وقال کی گنجائش ختم ہوگئی ہے اور وہ اس مرتبے سے اوپر ہو چکے ہیں کہ ان کی ذات میں کسی قسم کا کلام کیا جائے۔''

✳ ایک اور جگہ امام شوکانیؒ فرماتے ہیں:

فقد أجمع أهل هذا الشأن على أن أحاديث الصحيحين أو أحدهما كلها من المعلوم صدقه بالقبول المجمع على ثبوته وعند هذه الإجماعات تندفع كل شبهة وتزول كل تشكيك (قطر الولی:ص ۲۳۰)

''پس اہل فن کا اس پر اجماع ہے کہ صحیحین یا ان میں سے کسی ایک کتاب کی تمام احادیث کی صحت اس 'تلقی بالقبول' سے معلوم ہے جو اِجماع سے ثابت ہے اوراس قسم کے اجماعات سے ہر قسم کا شبہ رفع ہو جاتا ہے اور ہر قسم کا شک دور ہو جاتا ہے۔''

☜ جیسا کہ ہم اس مضمون کے شروع میں یہ ذکر کر چکے ہیں کہ امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کا اپنی صحیحین کے بارے میں دعویٰ یہ ہے کہ ان میں موجود تمام روایات محدثین کے تعین کردہ اُصول حدیث کی روشنی میں صحیح حدیث کے معیار پر پوری اترتی ہیں۔لہٰذا اگر کوئی شخص یہ دعوی کرتا ہے کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں کوئی روایت ضعیف ہے تو وہ دراصل امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کی تحقیق کو چیلنج کر رہا ہے،اوراگر تو ایسا ناقد امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کے پائے کا محدث نہیں ہے جیسا کہ عصر حاضر کے ان متجددین کا معاملہ ہے کہ جن کا ذکر اس مضمون کے شروع میں گزر چکا ہے،تو اس کی صحیح بخاری و صحیح مسلم پر یہ تنقید مردود ہوگی۔حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

من انتقد عليهما يكون قوله معارضا لتصحيحهما ولا ريب في تقديمهما في ذلك على غيرهما فيندفع الاعتراض من حيث الجملة

(ہدی الساری مقدمہ فتح الباری،ص ۳۴۷)

''جس نے بھی صحیح بخاری و صحیح مسلم پر تنقید کی، اس کا قول امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کی تصحیح کے معارض ہوگا اوراس میں کوئی شک نہیں ہے کہ امام بخاریؒ و امام مسلمؒ اس مسئلے میں باقی محدثین پر مقدم ہیں، اسلئے من جملہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث پر تمام اعتراضات دور ہو جاتے

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔''

☜ شیخ احمد شاکرؒ کے نزدیک امام دارقطنیؒ وغیرہ نے صحیحین پر جو نقد کی ہے وہ اس اعتبار سے نہیں ہے کہ صحیحین کی روایات اس سے ضعیف قرار پائیں بلکہ ان محدثین نے صحیحین پر اپنے نقد میں اس امر کی وضاحت کی ہے کہ امام بخاریؒ و امام مسلمؒ نے اپنی کتب میں بعض روایات میں صحتِ حدیث کے اس اعلیٰ درجے کا التزام نہیں کیا ہے کہ جس کو اُنہوں نے عام طور پر صحیحین میں بطورِ معیار اختیار کیا ہے۔ شیخ احمد شاکر اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

الحق الذي لا مرية فيه عند أهل العلم بالحديث من المحققين، وممن اهتدى بهديهم وتبعهم على بصيرة من الأمر: إن أحاديث الصحيحين صحيحة كلها، ليس في واحد منها مطعن أو ضعف. وإنما انتقد الدارقطني وغيره من الحفاظ بعض الأحاديث، على معنى أن ما انتقدوه لم يبلغ في الصحة الدرجة العليا التي التزمها كل واحد منهما في كتابه. وأما صحة الحديث في نفسه فلم يخالف أحد فيها. فلايهولنك إرجاف المرجفين وزعم الزاعمين أن في الصحيحين أحاديث غير صحيحة (الباعث الحثيث: ص۴۴،۴۵)

''اس مسئلے میں حق بات جس میں محققین محدثین اور بصیرت کے ساتھ ان کی اتباع کرنے والوں کے نزدیک کوئی شک نہیں ہے، یہ ہے کہ صحیحین کی تمام روایات صحیح ہیں۔ ان میں کوئی ایک بھی روایت ایسی نہیں ہے جو قابل طعن یا ضعیف ہو۔ اور امام دارقطنیؒ وغیرہ نے جو بعض احادیث پر کلام کیا ہے، وہ اس اعتبار سے ہے کہ وہ (یعنی نقد شدہ) احادیث صحت کے اس اعلیٰ درجے کو نہیں پہنچتیں جس کا التزام شیخین نے اپنی کتب کی ہر حدیث میں کیا ہے۔ جہاں تک فی نفسہٖ کسی حدیث کی صحت کا معاملہ ہے تو اس میں کسی ایک عالم کا بھی اختلاف نہیں ہے۔ چنانچہ آپ کو افواہیں اُڑانے والوں کا پروپیگنڈا اور گمان کرنے والوں کا گمان ڈرا نہ دے کہ صحیحین میں کچھ روایات ایسی بھی ہیں جو کہ غیر صحیح ہیں۔''

✳ جو بات شیخ احمد شاکر فرما رہے ہیں، وہی بات امام نوویؒ نے بھی ایک جگہ لکھی ہے، جیسا کہ یہ ان کا یہ اقتباس پیچھے بھی گزر چکا ہے:

قد استدرك جماعة على البخاري ومسلم أحاديث أخلا بشرطهما فيها ونزلت عن درجة ما التزماه... و قد ألَّف الإمام الحافظ أبو الحسن على بن عمر دارقطني في بيان ذلك كتابه المسمى بالاستدراكات والتتبع وذلك في مائتي حديث مما في الكتابين

(مقدمہ نووی بر صحیح مسلم: ص۱۴۶)

''محدثین کی ایک جماعت نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی بعض ان روایات کو جمع کیا ہے جن میں دونوں اماموں نے اپنی شرائط کا لحاظ نہیں رکھا اور ایسی روایات بھی اپنی کتب میں نقل کر دیں جو باعتبارِ صحت، صحیحین کی عام روایات سے درجے میں کم ہیں... حافظ علی بن عمر دارقطنیؒ نے اس موضوع پر الاستدراکات والتتبع کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی ہے، جس میں اُنہوں نے صحیحین کی ایسی دوسو روایات کو جمع کیا ہے۔''

اس بحث کا خلاصہ یہی ہے کہ صحیحین کی روایات پر ائمہ سلف نے جو تنقید کی ہے، وہ اکثر و بیشتر اس درجے کی نقد نہیں ہے کہ جس سے صحیحین کی کسی روایت کا ضعیف ہونا لازم آئے اس لیے اس کلام کے بعد بھی صحیحین کی تمام روایات صحیح ہیں، اگرچہ صحیحین کی منتقد روایات کا درجہ ان روایات سے کم ہے جن پر محدثین کی طرف سے کوئی کلام نہیں ہوا۔اس لیے زیادہ سے زیادہ یہ ہوسکتا ہے کہ ترجیحات کے اُصولوں میں سے ایک اُصول یہ بنا لیا جائے کہ اگر صحیحین کی دو روایات باہم آپس میں معارض ہوں تو غیر منتقد روایت کو منتقد (نقد شدہ) روایت پر ترجیح دی جائے گی، لیکن اس ترجیح کے بعد بھی ہم منتقد روایت کو صحیح ہی کہیں گے جیسے کہ منسوخ روایت صحیح ہوتی ہے۔بعض متجددین کو صحیحین کی بعض روایات میں جو اشکال پیدا ہوتے ہیں اگر وہ ان کے حل کے لیے صحیحین کو ضعیف قرار دینے کی تحریک چلانے کی بجائے ان احادیث کی مناسب تاویلات کا رستہ اختیار کرتے تو اللہ تعالیٰ لازماً ان کے شکوک وشبہات رفع فرما دیتے اور آج صحیح بخاری وصحیح مسلم جیسے اہم مجموعہ ہائے حدیث نااہل مفکرین و نام نہاد محققین کے ہاتھوں کھیل تماشہ نہ بن جاتے۔

www.KitaboSunnat.com

صحیحین کی احادیث کی صحت، قطعی ہے یا ظنی؟

امام ابن صلاحؒ فرماتے ہیں:

وهذا القسم جميعه مقطوع بصحته (مقدمہ ابن الصلاح:ص ۲۸)

''اس قسم (یعنی صحیحین) کی تمام روایات قطعاً صحیح ہیں۔''

✳ امام ابن صلاحؒ سے پہلے یہ موقف حافظ محمد بن طاہر مقدسیؒ اور ابوالنصر عبد الرحیم بن عبد الخالقؒ نے پیش کیا تھا۔ حافظ عراقیؒ لکھتے ہیں:

قد سبقه إليه الحافظ أبو الفضل محمد بن طاهر المقدسي وأبو النصر عبد الرحيم بن عبد الخالق بن يوسف فقالا: إنه مقطوع به

(التقييد والإيضاح،ص ۲۸)

''یہ موقف حافظ ابو طاہر مقدسی اور ابو نصر عبد الرحیم بن عبد الخالق نے امام ابن صلاحؒ سے پہلے بیان کیا ہے۔ ان دونوں کا کہنا یہ ہے کہ صحیحین کی روایات قطعی طور پر صحیح ہیں۔''

✳ شیخ عز الدین بن عبد السلامؒ اور امام نوویؒ نے حافظ ابن صلاحؒ کے اس موقف پر تنقید کی ہے۔ حافظ عراقیؒ لکھتے ہیں:

و قد عاب الشيخ عز الدين بن عبد السلام على ابن الصلاح هذا... وقال الشيخ محي الدين النووي في التقريب والتيسير: خالف ابن الصلاح المحققون و الأكثرون فقالوا يفيد الظن ما لم يتواتر

(التقييد والايضاح،ص ۲۸،۲۹)

''شیخ عز الدین بن عبد السلامؒ نے ابن صلاحؒ کے اس موقف پر نقد کی ہے ...اور نوویؒ نے تقریب اور تیسیر میں کہا ہے کہ ابن صلاحؒ کا موقف محقق اور جمہور علما کے خلاف ہے جن کا کہنا یہ ہے کہ صحیحین کی روایات اس وقت تک ظن کا فائدہ دیتی ہیں جب تک کہ متواتر نہ ہوں۔''

✳ امام نوویؒ نے دو دعوے کیے ہیں ایک یہ کہ جمہور اور محققین محدثین کا موقف یہ ہے کہ صحیحین کی روایات کی صحت قطعی نہیں بلکہ ظنی ہے۔ جبکہ امام نوویؒ کا یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے کہ یہ جمہور یا محققین کا قول ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ، امام نوویؒ کے تعاقب میں فرماتے ہیں:

فقول الشيخ محي الدين النووي خالف ابن صلاح المحققون

والأكثرون غير متجه بل تعقَّبه شيخنا شيخ الاسلام في محاسن الإصطلاح فقال: هٰذا ممنوع فقد نقل المتأخرون عن جمع من الشافعية والحنفية والمالكية والحنابلة أنهم يقطعون بصحة الحديث الذي تلقته الأمة بالقبول (النکت علی ابن صلاح: ج۱ص۳۷۴)

''امام نوویؒ کا یہ قول کہ ابن صلاحؒ کا موقف جمہور اور محققین محدثین کے خلاف ہے، صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے شیخ ،شیخ الاسلام نے 'محاسن الاصطلاح' میں لکھا ہے کہ امام نوویؒ کی بات غلط ہے۔ہمارے شیخ نے متاخرین شافعیہ،حنفیہ،مالکیہ اور حنابلہ کی ایک جماعت سے یہ نقل کیاہے کہ وہ ایسی حدیث کی صحت کو قطعی مانتے ہیں جس کو اُمت میں 'تلقی بالقبول' حاصل ہو۔''

✳ امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

فان جميع أهل العلم بالحديث يجزمون بصحة جمهور أحاديث الكتابين وسائر الناس تبع لهم في معرفة الحديث فإجماع أهل العلم بالحديث على أن هذا الخبر صدق كإجماع الفقهاء على أن هذا الفعل حلال أو حرام أو واجب وإذا أجمع أهل العلم على شيء فسائر الناس تبع لهم فإجماعهم معصوم لا يجوز أن يجمعوا على خطإ

(فتاویٰ ابن تیمیہ: ج۱۸ص۱۷)

''تمام محدثین صحیحین کی عام احادیث کو قطعاً صحیح کہتے ہیں اور عوام الناس حدیث کے علم میں محدثین کے پیروکار ہیں۔پس محدثین کا کسی خبر کے صدق پر اجماع ایسا ہی ہے جیسا کہ فقہا کا کسی فعل پر اجماع ہو کہ یہ حلال، حرام یا واجب ہے اور جب اہل علم کا کسی چیز پر اجماع ہوجائے تو تمام عوام الناس اس اجماع میں علما کے تابع ہوتے ہیں (یعنی علما کا اجماع پوری امت کے اجماع کے قائم مقام ہے)لہٰذا اُمت اپنے اجماع میں معصوم ہے اور پوری اُمت کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ خطا پر اکٹھی ہو۔''

امام نوویؒ کا دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ صرف خبر متواتر سے علم یقین حاصل ہوتا ہے، امام نوویؒ کا یہ دعویٰ بھی صحیح نہیں ہے۔حافظ ابن حجرؒ، امام نوویؒ کے تعاقب میں لکھتے ہیں:

أما قول الشيخ محي الدين نووي: 'لا يفيد العلم إلا أن تواتر'

www.KitaboSunnat.com

فمنقوص بأشياء أحدها: الخبر المحتف بالقرائن يفيد العلم النظرى وممن صرح به إمام الحرمين والغزالى والرازى والسيف الآمدى وابن الحاجب ومن تبعهم، ثانيها: الخبر المستفيض الوارد من وجوه كثيرة لا مطعن فيها يفيد العلم النظري للمتبحر في هذا الشأن وممن ذهب إلى هذا الأستاذ أبو إسحٰق الاسفرائينى والأستاذ أبو منصور التميمى والأستاذ أبو بكر بن فورك... وثالثها: ما قدمنا نقله عن الأئمة في الخبر إذا تلقَّتْه الأمة بالقبول ولا شك أن إجماع الأمة على القول بصحة الخبر أقوى من إفادة العلم من القرائن المحتفة ومن مجرد كثرة الطرق

(النکت علی ابن صلاح: ج۱/ص۳۷۷،۳۷۸)

''جہاں تک امام نوویؒ کے اس دعوے کا تعلق ہے کہ تواتر کے بغیر خبر سے علم یقین حاصل نہیں ہوتا ،تو یہ دعویٰ چند وجوہات کی بنا پر ناقص ٹھہرتا ہے۔پہلی وجہ تو یہ ہے کہ ایسی خبر واحد جس کا قرائن نے احاطہ کیا ہو،علم نظری کا فائدہ دیتی ہے جیسا کہ امامِ حرمینؒ،امام غزالیؒ، امام رازیؒ، علامہ آمدیؒ اور ابن الحاجبؒ وغیرہ نے بیان کیا ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ ایسی خبر مستفیض جو کئی طرق سے مروی ہو اور اس میں کسی قسم کا طعن نہ ہو،علم حدیث کے ماہرین کو علم نظری کا فائدہ دیتی ہے ۔اس بات کو استاذ ابو اسحٰق اسفرائینیؒ ،استاذ ابو منصور تمیمیؒ اور اُستاذ ابو بکر بن فورکؒ نے بیان کیا ہے...تیسری بات یہ ہے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ ایسی خبر واحد جسے اُمت میں 'تلقی بالقبول' حاصل ہو قطعاً صحیح ہوتی ہے ۔اور کسی خبر کے صحیح ہونے پر اُمت کے اجماع سے جو علم یقین حاصل ہوتا ہے وہ روایت کے طرقِ کثیرہ یا قرائن محتفہ سے بھی حاصل نہیں ہوتا۔''

✵ اسی طرح امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

وخبر الواحد المتلقي بالقبول يوجب العلم عند جمهور العلماء من أصحاب أبي حنيفة ومالك والشافعى وأحمد وهو قول أكثر أصحاب الأشعري كالأسفرائيني وابن فورك (فتاویٰ ابن تیمیہ:ج۱۸/ص۴۱)

''ایسی خبر واحد جس کو 'تلقی بالقبول' حاصل ہو،علم کا فائدہ دیتی ہے اور یہی جمہور احناف، مالکیہ،شوافع اور اصحابِ احمدؒ کا یہی قول ہے اور اکثر اشاعرہ کا بھی یہی مذہب ہے جیسا کہ

www.KitaboSunnat.com

استاذ اسفرائینی ؒ اور ابن فورک ؒ ہیں۔''

✳ حافظ ابن کثیرؒ بھی، امام نوویؒ کے اس موقف سے مطمئن نہیں ہیں اور لکھتے ہیں کہ بات وہی صحیح ہے جو حافظ ابن صلاحؒ نے لکھی ہے۔ امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

ثم حكى أن الأمة تلقت هٰذين الكتابين بالقبول، سوٰى أحرف يسيرة انتقدها بعض الحفاظ كالدارقطني وغيره، ثم استنبط من ذلك القطع بصحة ما فيهما من الأحاديث، لأن الأمة معصومة عن الخطإ، فما ظنت صحته ووجب عليها العمل به، لا بد وأن يكون صحيحًا في نفس الأمر، وهذا جيد. وقد خالف في هذه المسألة الشيخ محي الدين النووي وقال: لا يستفاد قطع بالصحة من ذلك. قلت: وأنا مع ابن الصلاح فيما عول عليه وأرشد إليه. والله أعلم.

(اختصار علوم الحدیث، ص ۴۴، ۴۵)

''پھر ابن صلاحؒ نے ان دونوں کتابوں کے لیے امت کے ہاں 'تلقی بالقبول' کا تذکرہ کیا ہے سوا چند روایات کے۔ پھر ابن صلاحؒ نے اس 'تلقی بالقبول' سے صحیحین کی احادیث کی صحت کی قطعیت پر استدلال کیا کیونکہ اُمت خطا سے معصوم ہے۔ پس جس حدیث کو اُمت نے صحیح سمجھا اور اس پر عمل واجب ہو گیا تو ضروری ہے کہ وہ روایت حقیقت میں بھی صحیح ہو، اور امام ابن صلاحؒ کا یہ کلام عمدہ ہے۔ اور اس مسئلے میں امام نوویؒ نے مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے قطعی صحت کا علم حاصل نہیں ہوتا۔ میں (یعنی ابن کثیرؒ) یہ کہتا ہوں کہ میرا اس مسئلے میں وہی موقف ہے جو امام ابن صلاحؒ نے بیان کیا ہے۔''

✳ امام سیوطیؒ بھی امام نوویؒ کی تنقید سے متفق نہیں ہیں، اُنہوں نے بھی اسی موقف کو صحیح قرار دیا ہے جو امام ابن صلاحؒ اور امام ابن کثیرؒ کا ہے۔ لہٰذا لکھتے ہیں:

وقال ابن كثير: وأنا مع ابن صلاح فيما عول عليه وأرشد إليه، قلت: وهو الذي أختاره ولا أعتقد سواه (تدریب الراوی: ج۱ ص۱۰۶)

''اور علامہ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ میں اس مسئلے میں ابن صلاحؒ کے موقف پر ہوں اور میں (سیوطیؒ) یہ کہتا ہوں کہ میں بھی اسی (ابن کثیرؒ کی) رائے کو پسند کرتا ہوں اور اس کے علاوہ کسی

www.KitaboSunnat.com

رائے کو نہیں مانتا۔"

☜ بعض محدثین نے اس بات پر اہل فن کا اجماع نقل کیا ہے کہ صحیحین کی روایات کی صحت قطعی ہے۔استاذ ابواسحٰق اسفرائینیؒ فرماتے ہیں:

أهل الصنعة مجمعون على أن الأخبار التي اشتمل عليها الصحيحان مقطوع بها عن صاحب الشرع (النکت علی کتاب ابن الصلاح: ج۱/ص۳۷۷)

"اہل فن کا اس پر اجماع ہے کہ صحیحین کی روایات قطعیت کے ساتھ اللہ کے رسولﷺ سے ثابت ہیں۔"

جیسا کہ آغاز میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا بھی اس پر اجماع ہونے کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ صحیحین کے بارے میں محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ صحیحین کی تمام متصل مرفوع روایات قطعاً صحیح ہیں۔

خلاصہ کلام یہی ہے کہ صحیحین کی غیر منتقد روایات کی صحت قطعی ہے، کیونکہ ان کی صحت پر محدثین کا اجماع ہے۔اس لیے جب تک صحیحین کی بعض احادیث پر بعض ائمہ محدثین کی طرف سے کلام نہیں ہوا تھا، اس وقت تک تو ہم یہ کہہ سکتے تھے کہ صحیحین کی احادیث کی صحت ظنی ہے لیکن تحقیق کے بعد صحیحین کی جن احادیث میں دو پہلوؤں (یعنی سچ اور جھوٹ) میں سے ایک پہلو پر محدثین کا اتفاق ہو گیا تو ان کی صحت قطعیت کے ساتھ متعین ہو گئی اور ایسی احادیث علم کا فائدہ دیتی ہیں لیکن جن احادیث میں خبر کے دو پہلوؤں میں سے ایک پہلو پر سو فی صد محدثین کا اتفاق نہ ہو سکا بلکہ بعض محدثین نے ان احادیث میں بعض علل کی نشاندہی کی تو ان احادیث کی صحت ظنی رہی اور ان سے ایسا علم ظنی حاصل ہوتا ہے۔ صحیحین کی بعض روایات پر ائمہ محدثین کے کلام نے ان کی غیر متکلم فیہ روایات کی صحت کو قطعاً متعین کر دیا۔

مصـــادر و مـــراجع

- اختصار علوم الحديث للحافظ ابن كثير، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، دولة قطر
- الباعث الحثيث، وزارة الأوقاف والشؤون الاسلامية، دولة قطر

* التقييد والإيضاح للحافظ زين الدين العراقي، دارالحديث للطباعة والنشر والتوزيع
* الروض الباسم، باب الأحاديث المتكلم فيها في الصحيحين، دار عالم الفوائد للنشر والتوزيع، بيروت
* النكت على ابن صلاح، المجلس العلمي لإحياء التراث الإسلامي
* تدريب الراوي للإمام السيوطي، قديمي كتب خانه، كراچی
* تهذيب الكمال، مؤسسة الرسالة، بيروت
* حجة الله البالغة للشاه ولي الله المحدث الدهلوي، أصح المطابع كراچی
* سير أعلام النبلاء للإمام الذهبي، دار الفكر، بيروت
* شرح نخبة الفكر للحافظ ابن حجر، مؤسسة مناهل العرفان، بيروت
* صيانة صحيح مسلم لابن صلاح، دار الغرب الإسلامي
* فتاوى لشيخ الإسلام ابن تيمية، وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد، السعودية
* فتح المغيث، دار الكتب العلمية، بيروت
* قطر الولي للشوكاني
* قواعد التحديث للشيخ جمال الدين القاسمي، دارالنفائس
* مقدمة ابن الصلاح، دارالحديث للطباعة والنشر والتوزيع
* مقدمة تحفة الأحوذي، دار الكتب العلمية، بيروت
* مقدمة النووي لشرح مسلم، دار الفكر، بيروت
* مقدمة النووي على صحيح مسلم، دار المعرفة، بيروت
* منهاج السنة، إدارة الثقافة والنشر، جامعة الإمام، الرياض
* هدي الساري مقدمة فتح الباري، دار نشرالكتب الاسلامية، لاهور
* أحسن الكلام، لمحمد سرفرازصفدر، طبع ثالث، اكتوبر ١٩٨٤م

www.KitaboSunnat.com